بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام حضرات وخواتین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے سامنے ہم نے بڑی تفصیل کے ساتھ **شرعی ثبوتِ ہلال** کے متعلق شارعِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل، خلفائے راشدین ،صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اس پر عمل نیز ائمۂ مجتہدین و، فقہائے امت رحمہم اللہ اور مفتیانِ کرام کے قدیم وجدید فتاویٰ کی روشنی میں ثابت کیا کہ ’’ شرعی ثبوتِ ہلال میں فلکیاتی حسابات کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں۔

یہ تمام مضامین ہماری ویب سائٹ www.hizbululama.org.uk میں ثبوتِ ہلال کے حوالہ سے ہماری اردو انگلش کتب اور مفتیانِ کرام کے قدیم وجدید فتاویٰ آج بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں اس لئے فلکی حساب کو ثبوتِ ہلال میں دخیل ثابت کرنے کی کسی بھی کوشش کی تردید نہ صرف ان فتاویٰ وفقہی حوالہ جات سے بلکہ ’’اصلاً ماٰخذِ شرع‘‘ قرآن وسنت سے ہی ہوجاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ پچھلی چودہ سوسالہ تاریخ میں دوسری صدی ہجری سے لیکر اب تک جب بھی فلکیات کو اس مسئلہ میں دخیل بنانے کی کوشش کی گئی تو فقہائے امّت نے بھرپور انداز میں اسکی تردید قرآن وسنت کی روشنی میں کردی اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے جو قیامت تک جاری رہے گا کیونکہ قیامت تک ماٰخذِ شرع یعنی قرآن وسنت کے خلاف باطل تحریکات جنم لیتی رہیں گی مگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق علمائے دینِ حقّہ کے ذریعہ اس کی حفاظت میں اپنی تائید کے مطابق ان کو مردود قرار دیتا رہے گا اور یہی وجہ کہ پچھلی تاریخ میں بہت سی نابغۂ روزگار ہستیوں و عاقلین اور فلسفیوں نے قرآنی آیات ونصیّ احکامات میں تبدیلی کے لئے تاویل کرنے کی بھرپور عقلی دلائل کی عمارت کھڑی کردی مگر علمائے دین وفقہائے امت نے ان کی اَیسی محنتوں کو بلاخوف وخطر وملامت رد کردیا اور قرآن وسنت وتعاملِ صحابہؓ کے مقابل ان کی عقلی حیثیت ودلائلِ عقلیہ وفلسفیہ کی کوئی پرواہ نہ کی؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں؛ **انا نحن نزّلنا الذکر وانا له لحفظون** (القرآن) ،لہٰذا اس زمانہ میں بھی جبکہ ہمارے سامنے سائنسی ترقّیات اظہر من الشمش ہیں، (مزید براں مسلمانوں اور خود اہلِ فلک حسابیوں کے تجربات وعینی شہادتیں بھی فلکی مفروضہ قواعد کے خلاف بیّن شواہد ہیں) اس کے باوجود فلکیات کے نام پر ثبوتِ ہلال کے نصوص میں تبدیلی تحریفِ دین کے مترادف ہے اور قومِ یہود کی نقل کی طرح ہے کہ انہوں نے اللہ کی آیات میں تاویلات کرکے اصل احکامات کو بدل دیا تھا! **فبدّل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لهم** (البقرہ)۔

اس ضمن میں قارئین بخوبی واقف ہیں کہ **حاسبین** کی طرف سے عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے علماء ومفتیانِ کرام کی تحریرات میں کتر بیونت کی کوششوں کی تردید میں ہم نے دھوکہ دہی کو اپنی کتب میں واضح کرکے حقائق پیش کردئے ہیں اور یاد رہے کہ مفتئی گجرات حضرت مولانا عبدالرحیم لاجپوری صاحبؒ کا ایک فتویٰ تو ہماری کتب ومضامین میں عرصہ پہلے جبکہ دوسرا فتویٰ ہمارے ویب سائٹ مضمون میں ’’ہاتھ کی

تحریری شکل میں آپؒ ہی کے دستخط سے'' ہم آپ کے سامنے پیش کر چکے ہیں اوراب مزید ذیل میں ملاحظہ فرمائیں،

نــوٹ ؛ یادرہے کہ بعض حضرات فتاویٰ میں خاص کرمفتی لاجپوریؒ کے نام سے فلکیاتی مفروضہ حسابات کوثبوتِ ہلال کے لئے جواز کا درجہ دینے کی کوشش میں لگے ہیں حالانکہ بات یہ نہیں بلکہ خاصکرمفتی صاحبؒ نے بری تفصیل کے ساتھ ذیل کے فتوے میں فلکیاتی حسابات کی تردیدفرمادی ہے اوراسلامک کلچرل سینٹرلندن میں جس معاہدہ پرآپؒ نے دستخط فرمائے تھےاس کی اصل حقیقت بھی انشاءاللہ ہم اس فتوے کے بعد بیان کریں گے، ملاحظیہ فرمائیں؛

ذیل میں ہم اردو زبان کے آپ کے فتاویٰ سے مزید **نمونہ** پیش کرتے ہیں، اس فتوے میں مفتی صاحبؒ نے پچھلی صدیوں میں گذرے اہلِ فلک کے قول پرعمل کرنے کے جواز کے قائلین کے خلاف بڑی تفصیل سے ان کا ردکرتے ہوئےفتویٰ دیا ہے ملاحظہ فرمائیں؛۔

مکتبہ رحیمیہ ،منشی اسٹریٹ، راندیر،ضلع سورت، گجرات ، ہندکی طرف سے شائع شدہ فتاویٰ رحیمیہ اردوکی ج ۷، کتاب الصوم میں ''رویۃ ہلال'' کےعنوان سے صفحہ نمبر۳۷۶ پرساؤتھ افریقہ سے آمدہ سوال اوراس کا جواب نقل کیا ہے جس کاعنوان ''**قمری مہینوں کے اثبات میں اہلِ حساب کی تحقیق پرعمل کیاجائے تواس کی گنجائش ہے یانہیں؟**'' اس کے ذیل میں سوال لکھاہے، ہم یہاں سوال وجواب کے خلاصہ کے ساتھ ساتھ اسی جلد سے ان صفحات کابعینہ عکس بھی قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں، نیز **قارئین یاد رکھیں** ؛ کہ اس سوال کے دوحصے ہیں (۱) پہلے حصّہ میں پوچھا گیا ہے کہ'' کیافلکی حسابات کے مطابق ۲۹ویں کی شام کوامکانِ رویئت ہوتو چاندکی رویئت کے بغیر اس حساب پر یقین کرتے ہوئے رمضان کی ابتداء کی جاسکتی ہے؟ (۲) دوسرے حصّہ میں یہ پوچھا گیاہے کہ'' ساؤتھ افریقہ میں عموماً چاندنظر آتاہےتو کیااس کے باوجودسعودی عربیہ کی خبر پرعمل کیا جاسکتاہے؟،

حضرت مفتی صاحبؒ نے اوّلاً پہلے حصہ کا جواب دیتے ہوئےمفتی ازہرمصرکی جانب سے حساب پرعمل کی گنجائش اوراس پرعمل کرنے کے جواز کی دلیل کواحادیثِ مبارکہ اوراقوالِ فقہاء (بشمول مفتی شفیعؒ ،مفتی برہان الدین سنبھلیؒ اورضیاء الدین لاہوری کی طرف سے برطانوی آبزرویٹری سےان کے خط وکتابت میں ''فلکی حسابات کی عدمِ قطعیت'' کےثبوت پیش کرتے ہوئے) واضح دلائل سے **خاص کر** ''حدیثِ امیّ'' سےفلکیاتی حسابات کوثبوتِ ہلال کے لئے دارومدار بنانے کونیز اس پرعمل کرتے ہوئےثبوتِ ہلال کے فیصلہ (دونوں) کوسختی سے ردفرمادیا ہے؛ **عن النبی ﷺ انہ قال انا امة امیة لانکتب و لانحسب** الخ (بخاری شریف ج ۱ص ۲۵۶،مسلم شریف ج ۱ص ۳۴۷،مشکوٰۃ شریف باب رویۃ الہلال ص ۱۷۴)۔

سوال کے دوسرے حصہ کے ضمن میں آپؒ نے ص ۳۸۵ پر ''**اختلافِ مطالع**'' کاعنوان قائم کرکے اوّلاً ہی اسے غیرمعتبر قراردیدیا اور فتاویٰ عالمگیری، علم الفقہ وغیرہ دلائل سے ثابت کیا کہ ایک شہروالوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہروالوں پر بھی حجت ہے اور مزید براں آپؒ نے حضرت مفتی کفایۃ اللہؒ کافتویٰ بھی مع سوال وجواب یہاں نقل فرمایا، ملاحظہ فرمائیں؛۔

سوال؛ اگرکسی دورکے شہرسے چاند دیکھنے کی خبرآئے تومعتبرہوگی یانہیں؟

الجواب؛ چاہے کتنی دورسے خبرآئے مثلاً **برما** والوں نے چاندنہیں دیکھا اورکسی **بمبئی** کے شخص نے ان کے سامنے چاند دیکھنے کی

گواہی دی تو ان پر ایک روزہ کی قضاء لازم ہوگی، ہاں یہ شرط ہے کہ خبر ایسے طریقہ سے آئے جس کا شریعت میں اعتبار ہے تار کی خبر معتبر نہیں۔تعلیم الاسلاص ۵۶ حصّہ چہارم (**نوٹ** ؛یاد رہے کہ بمبئی برما کی نسبت سے جانبِ مشرق کے بجائے مغرب میں ہے۔ی م)

آگے اپؒ حضرت تھانویؒ کا فتویٰ نقل کر کے اختلافِ مطالع کے غیر معتبر ہونے کو آپؒ کی کتاب ''وعظ العشیر کے ص ۷۷۸'' سے مزید مؤید فرماتے ہیں، ملاحظہ ہو؛۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں؛ انبیاء کی شان ہی تیسیر و تسہیل ہے، ان کے کلام میں کسور کا نہ ہونا اولیٰ ہے اسی لئے امام (ابوحنیفہ، ی م) صاحبؒ نے اختلافِ مطالع کو غیر معتبر قرار دیا ہے کہ اگر **مکہ یا مدینہ** سے'' **شرعی** ثبوت'' کے ساتھ خبر آجائے کہ وہاں، یہاں سے پہلے چاند ہوا ہے تو ہندوستان والوں پر اس خبر کی وجہ سے ایک روزہ رکھنا **فرض** ہوگا، الیٰ قولہ۔امام ابوحنیفہؒ نے اس کا (یعنی اختلافِ مطالع کا) اعتبار نہیں کیا، اوران کا قول عقل و نقل دونوں کے مطابق ہے؛

نقل کے مطابق تو اس لئے کہ حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ نحن امۃ ایۃ لانکتب ولانحسب جس سے معلوم ہوا کہ احکامِ شرعیہ کا مدار ایسے دقیق قواعد حساب و ہیئت پر نہیں جس میں مہارتِ فن کی ضرورت ہو، تو چاہیئے کہ اس قسم کے دقائقِ ریاضیہ جن کی اطلاع ہر شخص کو آسانی سے نہیں ہوسکتی شریعت میں معتبر نہ ہوں!

اور عقل کے مطابق اس لئے کہ احکامِ شرعیہ میں ایسی بات نہ ہونی چاہیئے جو صرف فلسفی ومحاسب ہی معلوم کر سکے اور ظاہر ہے کہ اختلافِ مطالع ایک خاص مقدارِ مسافت پر ہوتا ہے، یہ نہیں کہ یہاں سے دہلی تک اختلافِ مطالع ہوجائے! بلکہ اس کے لئے ایک خاص مقدا معیّن ہے جس کو اہلِ حساب ہی جانتے ہیں، اور رویت وشہادت ایسی چیزیں ہیں جن کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے، پس ہلال (چاند) کا مدار رویت وشہادت پر ہی ہونا چاہیئے نہ کہ اختلافِ مطالع پر، **پس امام ابوحنیفہؒ کاقول اصولِ شریعت کے بھی زیاد موافق ھے اور اصولِ عقل کے بھی** ھ۔

فائدہ؛ از ی م؛۔حضرت مفتی لاجپوریؒ نیز مفتی کفایۃ اللہ اور حضرت تھانویؒ کے فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ؛۔

شریعت میں جہاں فلکیاتی حسابات کو ثبوتِ ہلال کے مدار نہیں بنایا جاسکتا وہیں اختلافِ مطالع (جس کی علمیّت کا مدار فلکیاتی حسابات ہی ہیں جیسے کہ اوپر حضرت تھانویؒ نے بھی فرمایا ہے) کی بنیاد پر ثبوتِ ہلال کے لئے مقامی جگہ میں جانبِ مشرق کی خبر ہی سے عمل کرنے کو شرط قرار دینا ''غیر شرعی اور دین میں تحریف کرنا ہے''۔پھر اس طرح کی شرط سے اور بھی خرابیاں لازم آتی ہیں جس کا ذکر ہم کسی جگہ کر چکے ہیں کہ ''اس طرح تو رویت شدہ مقامی جگہ سے متّصل شمالی وجنوبی علاقوں میں عمل کئے جانے کی تردید لازم آتی ہے جو نہ صرف شرعاً بلکہ عقلاً بھی غلط ہے، مثلاً لندن شہر کے مرکز میں چاند دکھائی دیا تو ان حسابیوں کے اپنے اس قاعدہ کے مطابق تو اِس مرکزی جگہ سے جانبِ مشرق اور جانبِ شمال وجنوب کے علاقوں میں یہاں کی چاند کی رویت پر عمل نہیں ہوسکتا! حالانکہ یہ بدیہی البطلان اور مفروضہ فلکیاتی حسابی شرط ہے!

رہا سوال کا دوسرا حصّہ تو حضرت مفتی لاجپوریؒ نے اس ضمن میں ''اختلافِ مطالع کو غیر معتبر قرار دیتے ہوئے ص ۳۸۸ پر نتیجۃً پانچ امور کو

ثابت کر کے جواباً سائل کولکھا کہ؛۔آپ نے مصر کے فتوے سے جو اقتباس پیش فرمایا ہے وہ اقتباس احادیثِ منقولہ اور جمہورِ فقہاء کے قول کے خلاف ہے، لہٰذا اس سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا، صورتِ مسئولہ میں جب آپ کے یہاں (جنوبی افریقہ میں) پورے سال مطلع ابر آلود اور غبار آلود نہیں رہتا، چاند دیکھا بھی جاتا ہے اور آج تک چاند دیکھنے کے اصول پر عمل ہوتا رہا ہے تو اب بھی اسی اصول کے مطابق ہر ماہ چاند دیکھنے کا اہتمام کیا جائے، اگر کسی مہینہ مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آسکے تو اقرب البلاد یا سعودی عربیہ سے ثبوتِ شرعی فراہم ہو جانے پر عمل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ مہینہ انتیس تیس کے درمیان دائر رہتا ہو!۔۔۔۔ھ

فائدہ ؛ ازی م (ف 1) مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ نے اس فتوے کے اخیر میں سعودیہ پر عمل کرنے کے لئے ''سعودیہ والوں کا حساب کو دار و مدار نہ بنانے اور ''**شرعی ثبوت**'' کے بعد ہی وہ چاند کا اعلان کرتے ہونے کی جو شرط لگائی ہے وہ شرط یقیناً اپنی جگہ جہاں بالکل درست ہے وہیں برسوں کی تحقیق و تجربات اور سعودیہ کے ذمہ داروں کی طرف سے تحریری جواب و فتاویٰ سے بھی ثابت ہو چکا کہ سعودیہ والے سختی سے بعینہ سنتِ رسول و نصوص ہی پر عمل کرتے ہوئے ''رسمی تاریخ کے لئے حسابات کا کھل کر رد بھی کرتے ہیں، دیکھیں ہماری کتب و مضامین اور دارالافتاء ریاض کے فتاویٰ و ذمہ داروں کی تحریرات کو ہماری ویب سائٹ میں دیکھیں WWW.HIZBULULAMA.ORG.UK۔اس لئے سعودیہ کی شرعی خبر پر آپؒ کے نزدیک بھی عمل کرنا بالکل صحیح و درست ہے

(ف 2) مفتی لاجپوریؒ کے فتوے کی مذکورہ شرط سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس مقام پر یا ملک میں ''ثبوتِ ہلال کے لئے فلکی حسابات کو مدار بنایا جاتا ہو تو ان کا اسے نہ صرف مدار بنانا غلط ہے بلکہ ان کی ایسی گواہیوں کو نہ صرف مقامی طور پر بلکہ دوسرے ممالک میں بھی ثبوتِ ہلال کے لئے انہیں استعمال کرنا بھی ہرگز جائز نہیں اور اس طرح چاند ثابت نہ ہوگا!

مثلاً برطانیہ و یورپ والوں کے لئے ساؤتھ افریقہ یا مراکش وغیرہ کی فلکیات پر مبنی غیر شرعی ثبوتِ ہلال کی خبر پر عمل کرنا شرعاً ہرگز درست نہیں کیونکہ ایک طرف تو ساؤتھ افریقہ ''غیر مسلم ملک ہے وہیں وہاں جو کمیٹیاں چاند دیکھنے کی کوشش کرنے کا اعلان کرتی ہیں وہ اور مراکش یا اس کے ساتھ دیگر مسلم ممالک مثلاً الجیریا، تیونس، لیبیا وغیرہ اگرچہ مسلم ممالک ہیں مگر یہ سب بھی ''نیو مون تھیوری کے فلکیاتی حسابِ مفروضہ اور فلکی امکانِ رویئت حساب کو بنیاد بنا کر ہی اس کا اعلان کرتی ہیں جو شرعاً اور مفتی عبدالرحیم لاجپوریؒ کے فتوے کے مطابق بھی ناجائز ہے۔

نوٹ؛ فتاویٰ رحیمیہ ج۷ کے صفحات کے لئے ''کلِک کریں۔